(ا)

ترجمہ: ''محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے''۔

## تشریح:

اول الذکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

ترجمہ: ''یعنی جس شخص کی مطلقہ سے آپ ﷺ کا نکاح کیا گیا وہ بیٹا کب تھا کہ اس کی مطلقہ سے نکاح حرام ہوتا کیونکہ آپ ﷺ کی حقیقی اولاد نرینہ نہیں۔''

اور مؤخر الذکر کے بارے میں فرمایا۔

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی حیثیت سے ان پر یہ فرض عائد ہوتا تھا کہ جس حلال چیز کو تمہاری رسموں نے خواہ مخواہ حرام کر رکھا تھا اس کے بارے میں تعصبات کا خاتمہ کر کے اس کی حلت کے معاملے میں ہر قسم کے شک وشبہ کو دُور کریں۔

کیونکہ باری تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض منصبی یہ بھی بتایا ہے۔

وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف ۱۵۷)

ترجمہ: ''اور ان کے لیے سب پاک چیزیں حلال کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے''۔

مزید تاکید کے لیے ارشاد فرمایا گیا ''وہ خاتم النبیین ہیں''۔

لسان العرب میں ہے۔

''ختم کا معنی مہر لگانا ہے اور جس پر مہر لگا دی جائے اس کو مختوم اور مبالغہ کے طور پر مختتم کہتے ہیں''۔

یعنی پہلے انبیاء کی آمد کا سلسلہ جاری تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے بعد یہ بند ہو گیا اور اس پر مہر لگا دی گئی۔

یوں ''خاتم النبیین'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک خصوصی صفت ہے۔ یہ وہ وصف ہے جو کسی اور پیغمبر کو نہیں ملا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ختم نبوت کا اعزاز فرما کر عام رسولوں اور نبیوں پر آپ ﷺ کی فضیلت ثابت کر دی اور آپ ﷺ کے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کی شہادت دی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری نبی ہونے کی شہادت دی۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الرِّسَالَةَ وَ النُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ وَلَا رَسُوْلُ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیْ

ترجمہ: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رسالت اور نبوت کا سلسلہ ختم ہو گیا اور میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی''۔

لیکن ایک بات پیش نظر رہے کہ قدرت کا فیصلہ کرنے والا انسان خود نہیں ہے بلکہ یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کرسکتا ہے کہ ایک انسان فی الحقیقت کس چیز کی قدرت رکھ سکتا ہے اور کس چیز کی نہیں رکھ سکتا۔

## اللہ تعالیٰ کے قانون مجازات کا اصول:

اللہ تعالیٰ کے قانون مجازات کا یہ کلیہ اور قاعدہ ہے کہ ہر شخص انعام اسی خدمت پر پائے گا جو اس نے خود انجام دی ہو۔ یہ ناممکن ہے کہ خدمات کسی کی ہوں اور انعام کوئی دوسرا پالے اسی طرح ہر شخص اسی قصور میں پکڑا جائے گا جس کا اس نے خود ارتکاب کیا ہو۔

جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: ''جو کوئی گناہ کرتا ہے وہ اس کے ذمے ہے اور ایک شخص دوسرے شخص کا بوجھ نہیں اٹھائے گا''۔ (الانعام:164)

قرآن مجید میں ایک اور جگہ پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''اور تمہارے اعمال تمہارے لیے ہیں اور ہمارے اعمال ہمارے لیے ہیں۔''

گناہ کے کام تو کوئی اور کرتا رہے گا اس کی سزا کسی اور کو ملے یہ اللہ تعالیٰ کی صفتِ عدل کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر انصاف کرنے والا کوئی ہوسکتا ہے۔

اس دنیا میں تو بعض اوقات ایسا ہوتا ہے

کہ کرے کوئی بھرے کوئی

لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں جو بوئے گا وہی کاٹے گا جو کرے گا وہی بھرے گا۔

یہود و نصاریٰ کہتے تھے کہ

ہم انبیاء کی اولاد ہیں وہ ہمیں جہنم کے عذاب سے بچالیں گے۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

''وہ ایک امت تھی جو گزر چکی ان کے لیے ہے جو کچھ انہوں نے کمایا اور تمہارے لیے جو کچھ تم نے کمایا تم سے نہیں پوچھا جائے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔'' (البقرۃ)

البتہ یہ ضرور ممکن ہے کہ ایک شخص نے کسی نیک کام کی بنیاد رکھی ہو اور دنیا میں ہزاروں سال تک اس کام کے اثرات چلتے رہیں اور یہ سب اس کے کارنامے میں لکھے جائیں اور ایک دوسرے شخص نے کسی برائی کی بنیاد رکھی اور مدت دراز تک دنیا میں اس کا اثر جاری رہے اور وہ اسی ظالم اول کے حساب میں درج ہوتا رہے لیکن یہ اچھا برا جو کچھ بھی پھل ہوگا اس کی کوشش اور کسب کا نتیجہ ہوگا بہرحال یہ ناممکن ہے کہ جس بھلائی یا جس برائی میں آدمی کی نیت اور جدوجہد کا کوئی حصہ نہ ہو اس کی جزا یا سزا اسے مل جائے، مکافات عمل کوئی قابل انتقال چیز نہیں ہے۔

(تفہیم القرآن جلد اوّل)

## (ج)

ترجمہ: اے نبیؐ! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور اہل ایمان عورتوں سے کہہ دو کہ اپنے اوپر اپنی چادروں کے پلو لٹکا لیا کریں یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ وہ پہچان لی جائیں اور نہ ستائی جائیں۔ اللہ تعالیٰ غفور الرحیم ہے۔

ایک اور جگہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا آخِرُ الْاَنْبِیَاءِ وَاَنْتُمْ آخِرُ الْاُمَمِ۔

ترجمہ: ''اب میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو۔''

اسی طرح بخاری و مسلم کی حدیث ہے۔

لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ

ترجمہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

یہ صفت خاتم الانبیاء آپ ﷺ کی ایک ایسی صفت ہے جو تمام کمالات نبوت و رسالت میں آپ ﷺ کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے کیونکہ عموماً ہر چیز میں تدریجی ترقی ہوتی ہے اور انتہا پر پہنچ کر اس کی تکمیل ہوتی ہے اور جو آخری نتیجہ ہوتا ہے وہی اصل مقصود ہوتا ہے قرآن کریم نے خود اس کو واضح کر دیا ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ:3)

ترجمہ ''آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی ہے۔''

اسی بنا پر اللہ تعالیٰ نے زمانہ جاہلیت کی تمام فرسودہ رسوم کا خاتمہ آپ ﷺ کے ذریعے کروا دیا پھر آخر میں کفار کے اعتراض اول دوم کو رد کرتے ہوئے زور دے کر فرمایا کہ

''اللہ تعالیٰ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اس رسم جاہلیت کو ختم کرا دینا کیوں ضروری تھا اور ایسا نہ کرنے میں کیا قباحت تھی ایسا اس لیے کہ نبوت کا جو سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع ہوا تھا وہ آپ ﷺ کی تشریف آوری سے ختم ہو گیا اور آپ ﷺ کے سوا دوسری کوئی ہستی ان رسوم جاہلیت کو ختم کرنے دوبارہ نہ آسکے گی۔

## (ب)

ترجمہ: ''تکلیف نہیں دیتا اللہ تعالیٰ کسی کو مگر اس کی گنجائش (کے مطابق) اس لئے (اجر) ہے جو اس نے کمایا، اور اس پر (عذاب) ہے جو اس نے کمایا، اے ہمارے رب! ہمیں نہ پکڑ، اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے خطا ہو جائے۔

### تشریح:

انسان میں جتنی قدرت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اتنی ہی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ بندہ ایک کام کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے باز پرس کرے کہ تو نے یہ کام کیوں نہ کیا تجھ سے یہ کام کیوں نہ ہوا۔

اِلَّا وُسْعَهَا سے مراد یہ ہے کہ جو کام اس کی استطاعت اور اختیار میں ہو خواہ وہ مشکل ہو وقت والا ہو اس کا وہ مکلف ہے کسی کام کا مشکل ہونا عذر نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ غیر اختیاری وسوسے اور خیالات جو انسان کے دل میں آتے ہیں ان پر مواخذہ نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبیؐ سے فرماتا ہے کہ آپ مومن عورتوں سے فرمادیں بالخصوص اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں سے کیوں کہ وہ تمام دنیا کی عورتوں سے بہتر وافضل ہیں کہ وہ اپنی چادریں قدرے لٹکالیا کریں تاکہ جاہلیت کی عورتوں سے ممتاز ہو جائیں اسی طرح لونڈیوں سے بھی آزاد عورتوں کی پہچان ہو جائے۔

علامہ ابوبکر جصاصؒ کہتے ہیں: ''یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جوان عورت کو اجنبیوں سے اپنا چہرہ چھپانے کا حکم ہے اور اسے گھر سے نکلتے وقت ستر اور عفت مآبی کا اظہار کرنا چاہیے تاکہ مشتبہ سیرت و کردار کے لوگ اسے دیکھ کر کسی طمع میں مبتلا نہ ہوں''۔ (احکام القرآن جلد 3 صفحہ 458)

جلباب اس چادر کو کہتے ہیں جو عورتیں اپنے دوپٹے کے اوپر ڈال لیتی ہیں حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ مسلمان عورتوں کو حکم دیتا ہے جب وہ اپنے کسی کام کیلئے گھر سے باہر نکلیں تو جو چادر وہ اوڑھتی ہیں اسے سر پر سے جھکا کر منہ ڈھک لیا کریں۔ صرف ایک آنکھ کھلی رکھیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ پہچان لی جائیں کہ وہ لونڈیاں نہیں بلکہ شریف اور باعصمت عورتیں ہیں۔ آوارہ اور کھلاڑی نہیں لہٰذا نہ تو ان کو چھیڑا جائے اور نہ ان سے تعرض کیا جائے۔ یہاں چادر اوڑھنے کا جو حکم ارشاد ہوا ہے اس کا منشا اجنبیوں سے زینت چھپانا ہی ہے۔

خدا تعالیٰ شریف اور نیک خواتین کے لئے فرماتا ہے کہ اگر مردوں کو ہولناک تو جہات تمہارے لئے باعث اذیت ہیں تو پھر اس کیلئے مناسب طریقہ یہ نہیں کہ تم خوب بناؤ سنگھار کر کے گھروں سے نکلو اور دیکھنے والوں کی حریص نگاہوں کے سامنے اپنا حسن اچھی طرح نکھار نکھار کر پیش کرو بلکہ اس غرض کیلئے مناسب ترین طریقہ یہی ہوسکتا ہے کہ تم ایک سادہ چادر میں اپنی ساری آرائش وزیبائش کو چھپا کر نکلو، اپنے چہرے پر گھونگھٹ ڈالو اور اس طرح چلو کہ زیور کی جھنکار بھی لوگوں کو تمہاری طرف متوجہ نہ کر سکے۔

ایک مرتبہ زہریؒ سے سوال ہوا کہ کیا لونڈیاں بھی چادر اوڑھیں فرمایا دوپٹا تو ضرور اوڑھیں اگر وہ خاوندوں والیاں ہوں اور چادر نہ اوڑھیں تاکہ ان میں اور آزاد عورتوں میں فرق رہے۔ نشدی کا قول ہے کہ فاسق لوگ اندھیری راتوں میں راستے سے گزرنے والی عورتوں پر آوازیں کستے تھے اس لئے یہ نشان ہو گیا کہ گھر گرہست عورتوں اور لونڈیوں، باندیوں وغیرہ میں تمیز ہو جائے اور ان پاک دامن عورتوں پر کوئی لب نہ ہلا سکے پھر فرمایا کہ جاہلیت کے زمانے میں جو بے پردگی کی رسم تھی۔ جب تم خدا کے اس حکم کے عامل بن جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری تمام اگلی خطاؤں سے درگزر فرمائے گا اور تم پر مہر و کرم کرے گا۔ جاہلیت کی حالت میں جو غلطیاں کی جاتی رہی تھیں اللہ تعالیٰ اپنی مہربانی سے ان کو صاف کر دے گا۔ بشرطیکہ اب صاف صاف ہدایت مل جانے کے بعد تم اپنے طرز عمل کی اصلاح کرلو اور جان بوجھ کر اس کی خلاف ورزی نہ کرو۔

## سوال نمبر 2

### (الف)

ترجمہ: ''آپ ﷺ نے فرمایا بے شک میزان عمل میں سب سے وزنی چیز قیامت کے دن اچھے اخلاق ہونگے اور بے شک اللہ تعالیٰ بدگو گالی بکنے والے کو ناپسند کرتا ہے۔''

## تشریح:

رسول اللہ ﷺ نے اپنی تعلیم میں ایمان کے بعد جن چیزوں پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور انسان کی سعادت کو ان پر موقوف بتایا ہے ان میں ایک یہ بھی ہے کہ آدمی اخلاق حسنہ اختیار کرے اور برے اخلاق سے اپنی حفاظت کرے۔ حدیث زیر مطالعہ میں بھی اسی کی ترغیب دی گئی ہے کہ اخلاق جس کے جتنے زیادہ اچھے ہوں گے وہ نبی کریم ﷺ کے قریب ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے جن مقاصد کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے ان میں سے ایک انسانوں کا تزکیہ کرنا بھی ہے۔ (وَيُزَكِّيهِمْ) اور تزکیہ میں اخلاق کی درستگی کی خاص اہمیت ہے۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (الجمعۃ:۲)

ترجمہ: ”وہی اللہ ہے جس نے امیوں میں ایک رسول بھیجا جو انہی میں سے ہے جو انہیں آیات سناتا ہے اور ان کی زندگی کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت (حدیث) کی تعلیم دیتا ہے۔“

انسان کی زندگی اور اس کے نتائج میں اخلاق کی بڑی اہمیت ہے اگر انسان کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کی اپنی زندگی بھی قلبی سکون اور خوشگواری کے ساتھ گزرے گی اور دوسروں کے لئے بھی اس کا وجود رحمت اور چین کا سامان ہوگا اور اس کے برعکس اگر آدمی کے اخلاق برے ہوں تو خود وہ بھی زندگی کے لطف و مسرت سے محروم رہے گا اور جن سے اس کا واسطہ اور تعلق ہوگا ان کی زندگیاں بھی بے مزہ اور تلخ ہوں گی۔ اخلاق کی اصلاح کے لئے احادیث مبارکہ میں بہت زیادہ تلقین کی اور ترغیب دی گئی۔ کہیں اجر کا ذکر فرمایا تو کہیں اخلاق حسنہ کی فضیلت بیان فرمائی:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ إِنَّ مِنْ خِيَارِكُمْ أَحْسَنَكُمْ أَخْلَاقًا۔ (صحیحین)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم میں سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق اچھے ہیں۔“

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا۔

(سنن الدارمی)

ترجمہ: ”رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایمان والوں میں زیادہ کامل ایمان والے وہ لوگ ہیں جو اخلاق میں زیادہ اچھے ہیں۔“

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

”حسن سیرت، بردباری اور میانہ روی، نبوت کے اجزاء میں سے چوبیسواں حصہ ہے۔“

قبیلہ مزینہ کے ایک شخص سے روایت ہے کہ بعض صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! انسان کو جو کچھ عطا ہوا ہے اس میں سب سے بہتر کیا ہے۔

قَالَ الْخُلُقُ الْحَسَنُ (البیہقی)

ترجمہ: فرمایا: ”اچھے اخلاق“

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ:

"صاحب ایمان بندہ اپنے اخلاق سے ان لوگوں کا درجہ حاصل کر لیتا ہے جو رات بھی نفلی نمازیں پڑھتے ہوں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتے ہوں۔" (ابوداؤد)

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ مِنْ اَحَبِّکُمْ اِلَیَّ وَاَقْرَبِکُمْ مِّنِّیْ مَجْلِسًا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَحْسَنَکُمْ اَخْلَاقًا (جامع ترمذی)

ترجمہ: "تم دوستوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہیں اور قیامت کے دن ان ہی کی نشست بھی میرے زیادہ قریب ہوگی جن کے اخلاق تم میں زیادہ بہترین ہوں گے۔"

گویا رسول اللہ ﷺ کی محبوبیت اور قیامت کے دن آپ کا قرب نصیب ہونے میں حسن اخلاق کی دولت کو خاص دخل ہے۔

احادیث مبارکہ میں زبان کی حفاظت کی بہت تاکید کی گئی ہے کہ سوچ سمجھ کر بولو ورنہ خاموش رہو۔ لایعنی گفتگو سے پرہیز کرو۔ بدگوئی سے بچو یہی مومن کی پہچان ہے۔

فرمان نبوی ﷺ ہے:

لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِطَعَّانٍ وَلَا لَعَّانٍ وَلَا فَاحِشٍ وَّلَا بَذِیٍّ (ترمذی)

ترجمہ: "مومن بندہ نہ زبان سے حملہ کرنے والا ہوتا ہے نہ لعنت کرنے والا اور نہ بدگو اور نہ گالی بکنے والا ہوتا ہے۔"

جو شخص ایسی برائیاں کرتا ہے اور لوگ اس کی برائی سے بچنے کے لئے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں ان کا انجام نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا ہے:

قَالَ اِنَّ شَرَّ النَّاسِ مَنْزِلَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مَنْ وَّدَعَہٗ اَوْ تَرَکَہُ النَّاسُ لِاتِّقَاءِ فُحْشِہٖ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: "فرمایا کہ اللہ کے نزدیک درجہ کے لحاظ سے بدترین آدمی قیامت کے دن وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور سخت کلامی کے ڈر سے لوگ اس کو چھوڑ دیں (مراد ملنے اور بات کرنے سے گریز کریں۔)"

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ حضرت میرے بارے میں جن باتوں کا حضور ﷺ کو خطرہ ہو سکتا ہے ان میں زیادہ خطرناک اور خوفناک کیا ہے؟ سفیان بن عبداللہ ثقفیؓ کہتے ہیں کہ "آپ ﷺ نے اپنی زبان پکڑ کر فرمایا: کہ سب سے زیادہ خطرہ اسی سے ہے۔" (جامع ترمذی)

(ب)

ترجمہ: ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کسی راستہ پر چلا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دے گا۔

## تشریح:

جو شخص علم کی خاطر اپنے وطن، شہر اور گھر کو چھوڑتا ہے اور گھر کے آرام کو ترک کرتا ہے اور علم حاصل کرنے کے لیے سفر کرتا ہے اور اپنے ماں باپ اور عزیز و اقارب کو چھوڑتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے راستے آسان فرما دیتے ہیں۔ یعنی اس کے لیے ان اعمال پر

Scanned with

گویا اس حدیث میں طلب علم کی فضیلت ثابت کی گئی ہے۔ جن کے کرنے سے جنت واجب ہو جاتی ہے، چلنے کا بندوبست فرماتا ہے یعنی ان اعمال کی توفیق ہوتی ہے۔ نبی ﷺ کی کچھ اور حدیثوں سے بھی اس کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ مثلاً

آپ ﷺ نے فرمایا طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ..... (ابن ماجہ)

"ایک فقیہ (عالم دین) شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے۔ (ترمذی)

نیز آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

"جو شخص طلب علم کرتا ہے تو وہ اس کے گزرے ہوئے گناہ (صغیرہ) کے لیے کفارہ ہو جاتا ہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اہل علم کی فضیلت و برتری کو ثابت کیا ہے اور فرمایا ہے کہ اہل علم اور وہ لوگ جو علم حاصل نہیں کرتے، برابر نہیں۔

ارشاد فرمایا:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (زمر:9)

ترجمہ: "آپ ﷺ فرما دیجیے کہ کیا علم والا اور جاہل دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔"

مذکورہ بالا آیت میں صاف تصریح ہے کہ یہ دونوں ہم پلہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے علم والوں کے درجے بلند کیے ہیں۔ ارشاد ہوا۔

يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ (المجادلہ:11)

ترجمہ: "یعنی تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور وہ، جن کو علم دیا گیا اللہ ان کے درجے بلند کرے گا۔"

---

## سوال نمبر 3

---

# میثاق مدینہ (1 ہجری)

ہجرت کے وقت مدینہ میں تین قسم کے لوگ پائے جاتے تھے مدینہ کی تمام آبادی ان تین گروہوں پر مشتمل تھی۔

### 1۔ مہاجرین:

یہ وہ لوگ تھے جو مکہ سے اسلام کی خاطر اپنا مال اسباب اہل و عیال اور گھر بار چھوڑ کر بے سروسامانی کی حالت میں ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے کے لیے مدینہ تشریف لے آئے تھے۔ تاکہ امن و سکون سے دین اسلام پر عمل پیرا ہو سکیں۔

### 2۔ انصار:

دوسرا گروہ انصار کا تھا جو مدینہ کے باسی تھے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کو مدینہ آنے کی دعوت دی اور مسلمان مہاجرین کی دل کھول کر امداد کی۔ ان میں دو قبائل اوس اور خزرج زیادہ مشہور ہیں۔

## 3۔ یہود:

یہ لوگ مدینہ میں آباد تھے اور حضرت موسیٰؑ کے پیروکار تھے ان کے دین کے حامی ہونے کی وجہ اپنی کتاب میں موجود بشارتوں سے حضور ﷺ آخری الزمان کے انتظار میں تھے۔ ان میں موجود بنو قریظہ، بنو قینقاع بنو نضیر زیادہ مشہور قبیلے ہیں۔ یہ مالدار لوگ اسلام کے دشمن ثابت ہوئے۔

درج بالا تینوں گروہوں سے آنحضور ﷺ نے مصالحت کی کوشش کی۔ کیونکہ مسلمانوں کو دوطرفہ خطرات کی وجہ سے چین نصیب نہیں ہو سکتا تھا آپ ﷺ نے یہود کی مکارانہ چالوں سے خطرہ محسوس کرتے ہوئے ان سے ایک معاہدہ کیا تا کہ اندرونی بغاوت اور منافقت سے نجات حاصل کریں بیرونی طاقتوں کا باہم مل کر مقابلہ کیا جائے۔ اس معاہدے کو "میثاق مدینہ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔

میثاق کے لفظی معنی عہد کے ہیں۔ یعنی آپ ﷺ نے یہود کے ساتھ ایک عہد کیا اس عہد کی شرائط درج ذیل تھیں۔

1۔ مسلمان اور یہود کے تمام قبائل آپس میں امن وامان سے رہیں گے۔

2۔ بیرونی حملے کی صورت میں تمام لوگ مل کر مقابلہ کریں گے۔

3۔ فریقین ایک دوسرے کو نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

4۔ تمام فریقین کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔

5۔ مدینہ کو حرم تسلیم کرتے ہوئے کشت وخون سے احتراز برتیں گے۔

6۔ معاہدہ کے فریقین قریش کو پناہ نہیں دیں گے۔

7۔ خون بہا اور فدیہ کا قانون سابقہ جاری رہے گا۔

8۔ مظلوم کی مدد سب مل کر کریں گے اور صلح میں بھی متفقہ فیصلہ ہوگا۔

9۔ اختلافات کی صورت میں نبی کریم ﷺ کو ثالث تسلیم کیا جائے گا اور آپ ﷺ کا فیصلہ تمام فریقین کو قبول کرنا پڑے گا۔

## اہمیت اور نتائج:

اس معاہدے سے درج ذیل اثرات مرتب ہوئے۔

### 1۔ آنحضور ﷺ کی معاملہ فہمی:

نبی کریم ﷺ نے معاملہ فہمی سے کام لیتے ہوئے تمام قبائل پر اپنی فوقیت ثابت کردی اور غیر شعوری طور پر تینوں گروہوں کو اپنی تحویل میں لے لیا یہ حکمت اس قدر کارگر ثابت ہوئی کہ آئندہ فتوحات کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

### 2۔ مدینہ کی حرمت:

میثاق ایک دفعہ مدینہ کو حرم قرار دینے کے متعلق تھی۔ نبی کریم ﷺ نے اس لیے مدینہ کو حرم تسلیم کرنے پر زور دیا کہ اس طرح باہم لڑائی جھگڑے ختم ہو جائیں گے اور اندرونی خلفشاریوں سے نجات حاصل کر کے بیرونی دباؤ کو ختم کرنے کی طرف سب کی توجہ مبذول ہو سکے گی حتیٰ کہ جانوروں کا شکار اور درختوں کو بلا وجہ کاٹنے سے بھی منع کر دیا تا کہ مدینہ میں امن وسکون قائم کیا جاسکے۔

## 3۔ اسلامی ریاست:

اسلامی ریاست کے پروان چڑھنے میں مدد ملی مسلمان تمام قبائل کا ایک حصہ بن گئے اور تبلیغ دین میں ان سب کی خدمات یکجا ہو گئیں اور معاہدے کی پاسداری کرنے سے ایک اسلامی ریاست کا گمان ہونے لگا کیونکہ سارے قوانین اسلامی ضابطوں کے مطابق تھے۔

## 4۔ تبلیغ میں آسانی:

معاہدے کی وجہ سے مسلمانوں کو امن وچین نصیب ہوا اور دوسرے قبائل سے میل ملاپ کی وجہ سے تبلیغ کا موقع میسر آیا اور مسلمان دوسرے قبائل کو اسلام کی تبلیغ کرنے لگے۔

## 5۔ سیاسی کامیابی:

مسلمانوں کو معاہدے کی رو سے سیاسی فوقیت حاصل ہوئی اور تمام قبائل پر سیاسی برتری سے آئندہ فتوحات حاصل ہوئیں۔ اور مسلمان تمام عرب میں اپنا لوہا منوانے کے قابل ہو گئے۔

ڈاکٹر حمید اللہ اس معاہدے کی اہمیت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

"یہ دنیا کا سب سے پہلا تحریری دستور مملکت ہے اور اس کا ایک ایک لفظ اوراق تاریخ میں محفوظ ہے"۔ (المجموعۃ الوثائق سیاسیہ)

**یا**

# حجۃ الوداع

(10ھ بمطابق 632ء)

حج اسلام کی ایک عظیم درجے کی بنیادی عبادت ہے اس کا حکم 9ھ میں نازل ہوا جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو امیر بنا کر بھیجا گیا اور تین سو رفقاء نے حج ادا کیا۔ 10ھ میں آنحضورﷺ نے حج کا ارادہ فرمایا جس میں اسلامی تحریک کا ایک سمندر آنحضورﷺ کی آنکھوں کے سامنے موجزن ہوا۔ تمام علاقوں میں یہ اطلاع بجھوائی گئی کہ آپﷺ حج کے ارادے سے مکہ کوچ کرنے والے ہیں۔ ہر طرف سے قافلے آنے لگے۔ جب یہ بندگان الٰہی کا قافلہ 26 ذیقعدہ کو چلا تو اردگرد سے قافلے آ آ کر اس میں شامل ہونے لگے۔ آنحضورﷺ نے ذوالحلیفہ سے احرام باندھا۔ آپﷺ کی ازواج المطہرات آپﷺ کے ساتھ تھیں اس قافلے کی شان کے موقع پر آپﷺ پر سورۃ النصر نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کی نصرت اور دین کی سربلندی کا تذکرہ فرمایا گیا اور آپﷺ کو شکر و مغفرت کی ترغیب دلائی گئی۔ آپﷺ کے ساتھ سوا لاکھ مسلمان تھے اور قربانی کے لیے سو جانور بھی لیئے گئے۔ جب آپﷺ ذوالحلیفہ کے مقام پر لبیک لبیک (میں حاضر ہوں) پکارے تو ایک لاکھ سے زائد آوازیں آپﷺ کی آواز میں شامل ہوئیں۔ 4 ذی الحجہ کو آپﷺ مکہ میں داخل ہوئے۔ اور کعبہ کے سات چکر لگائے۔ اس کے بعد صفا و مروہ کے چکر لگائے اور جن کے پاس جانور تھے انہوں نے قربانی کی اور باقیوں نے بال منڈوا کر احرام کھول دیئے۔ آپﷺ یہاں۔ سے عرفات تشریف لے گئے اور راستے میں بھی مسلمانوں کو یہی فرماتے رہے کہ حج کے مسائل سیکھ لو میں نہیں جانتا کہ دوسرے حج کی نوبت آئے یا نہ آئے۔ آپﷺ کے اس حج کو حج اکبر بھی اسی لیے کہا جاتا ہے۔ کہ مسلمان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔ آپﷺ عرفات کے میدان میں تشریف لے گئے اور مسلمانوں سے ایک تاریخی اور اہم خطبہ ارشاد فرمایا جسے "خطبہ حجۃ الوداع" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس خطبے میں تمام شرعی احکام کی تکمیل موجود تھی۔

anned with

# خطبہ حجۃ الوداع کے اہم نکات

حجۃ الوداع کے اس اہم خطبے کے درج ذیل نکات ہیں۔

## حمد و ثنا:

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں، ہم اسی کی حمد بیان کرتے ہیں اور اسی سے مدد طلب کرتے ہیں اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں اور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں کی شرارت اور اپنے برے اعمال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں، جس کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جسے اللہ تعالیٰ گمراہ کردیں اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

## تقویٰ اور اطاعت خداوندی کی نصیحت:

اے اللہ کے بندو! میں تمہیں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور میں تمہیں اس کی اطاعت پر آمادہ کرتا ہوں اور میں اس چیز سے ابتداء کرتا ہوں جو بہتر ہے۔

## حالات کی نزاکت کا احساس دلانا:

اے لوگو! میری بات غور سے سنو، میں تمہارے لئے واضح کرتا ہوں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ شاید میں تم سے اس سال کے بعد اس جگہ (آئندہ) ملاقات کرسکوں۔

## مساوات انسانی:

اے لوگو! بے شک تمہارا رب ایک ہے اور تمہارا باپ بھی ایک ہے۔ آگاہ رہو کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی اور کسی کالے کو کسی گورے پر اور کسی گورے کو کسی کالے پر کوئی فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب، تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔

## جان و مال اور عزت کا احترام:

اے لوگو! بے شک تمہارے خون، مال اور عزتیں قیامت کے دن تک تم پر بالکل اس طرح حرام ہیں جس طرح کہ تمہارا آج کا دن، تمہارا یہ مہینہ اور تمہارا یہ شہر تم پر حرام ہیں۔ خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں مارنے لگو اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے وہ تم سے تمہارے اعمال کے متعلق سوال کرے گا۔

## زمانہ جاہلیت کے جھگڑوں اور معاملات کا خاتمہ:

آگاہ رہو! جاہلیت کے تمام دستور میرے قدموں کے نیچے ملیامیٹ ہیں اور بے شک جاہلیت کے تمام خون باطل ہیں اور سب سے پہلا خون جسے میں اپنے خونوں میں سے کالعدم ٹھہراتا ہوں وہ عامر بن ربیعہ کا خون ہے اور بے شک جاہلیت کے سود باطل ہیں، تمہارے لئے اصل رقم ہے نہ تم ظلم کرو اور نہ ظلم کئے جاؤ اور سب سے پہلا سود جس سے میں ابتداء کرتا ہوں، وہ میرے چچا کا سود ہے اور ایک روایت میں ہے، سب سے پہلا سود جسے میں باطل ٹھہراتا ہوں، وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔

## ادائیگی امانت کا حکم:

خبردار! جس کے پاس کوئی امانت ہو پس اسے چاہئے کہ وہ اس شخص کو لوٹا دے جس نے اس کو امین بنایا ہے۔

## جاہلیت کے اعزازات کا خاتمہ:

اور بے شک جاہلیت کے تمام اعزازات منسوخ ہیں، سوائے حاجیوں کے اور ان کو پانی پلانے کے اور بیت اللہ کی پاسبانی کے۔

## عورتوں کے متعلق احکامات:

اے لوگو! بے شک تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے اور تمہارا ان پر حق ہے، چنانچہ ان کے لئے لازم ہے کہ وہ تمہارے بستر کو کسی دوسرے سے پامال نہ کروائیں اور تمہاری اجازت کے بغیر کسی ایسے شخص کو تمہارے گھر نہ آنے دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو اور نہ ہی وہ بے حیائی کا ارتکاب کریں، اگر وہ ایسا کریں تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں اجازت دی ہے کہ ان کو خواب گاہوں میں اکیلا چھوڑ دو اور انہیں اس طرح مارو کہ زخم نہ آئے۔ اگر وہ باز آجائیں اور تمہاری بات مان لیں تو تمہارے ذمہ دستور کے مطابق ان کا نفقہ ولباس ہے۔ بے شک عورتیں تمہارے پاس پابند ہیں۔ یہ اپنے لئے کوئی اختیار نہیں رکھتیں۔ تم نے اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر ان کو حاصل کیا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ کے کلمے سے تم نے حلال کیا ہے، پس عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ان کے ساتھ بھلائی کا سلوک کرو۔

## غلاموں کے حقوق:

تمہارے غلام، تمہارے غلام (ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرو) تم ان کو وہ کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور انہیں ایسا لباس پہناؤ جیسا خود پہنتے ہو، اگر ان سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے اور تم انہیں معاف نہ کرنا چاہو تو اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بیچ دو اور عذاب نہ دو۔

## دیت کے احکام:

شبہ العمد وہ ہے جو لکڑی یا پتھر سے مارا جائے، اس کی دیت سو اُونٹ ہیں جو اس پر اضافہ کرے وہ جاہلیت کا کام ہے۔

## وراثت اور وصیت کے احکام:

بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دیا ہے، چنانچہ وارث کے لئے کوئی وصیت نہیں اور فرمایا۔ اے لوگو! بے شک اللہ نے ہر وارث کا میراث میں سے حصہ رکھ دیا ہے، چنانچہ ایک تہائی سے زیادہ میں وصیت جائز نہیں۔

## تحفظ حسب ونسب:

بچہ اس کا ہے جس کے بستر پر پیدا ہوا اور زانی کے لئے پتھر ہیں اور جس نے اپنا نسب غیر باپ کی طرف منسوب کیا یا غلام نے اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کی طرف اپنے آپ کو منسوب کیا، تو اس پر اللہ تعالیٰ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے، نہ اس سے بدلہ (صدقہ) قبول کیا جائے گا اور نہ معاوضہ۔

## خیانت سے گریز کا حکم:

سنو! کسی عورت کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے خاوند کی اجازت کے بغیر (صدقہ) دے۔ قرض ادا کیا جائے گا اور عاریتاً لی گئی چیز واپس لوٹائی جائے گی، تحفہ واپس کیا جائے گا اور ضامن تاوان کا ذمہ دار ہوگا۔

## حرمت والے مہینوں کا تعین:

سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں، ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین تو پے در پے ہیں، یعنی ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم اور چوتھا رجب ہے۔

## کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کی تاکید:

اے لوگو میری بات خوب سمجھ لو، بے شک میں نے (اللہ تعالیٰ کا پیغام) پہنچا دیا ہے۔ میں نے تم میں (دو) چیزیں چھوڑی ہیں، جن کو اگر تم مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے، وہ واضح اور روشن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت اور ایک روایت میں ہے، میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں، تم تب تک گمراہ نہیں ہوگے جب تک ان دونوں کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے، وہ کتاب اللہ ہے اور اس کے رسول ﷺ کی سنت ہے۔

## صحابہ کرامؓ کی شہادت کہ آپ ﷺ نے حق رسالت ادا کیا ہے:

کیا میں نے (اللہ تعالیٰ کا پیغام) پہنچا دیا ہے۔ آپ نے تین مرتبہ پوچھا۔ صحابہ کرامؓ نے کہا۔ "ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے اور حق نبوت ادا کر دیا ہے اور پوری خیر خواہی فرمادی ہے۔ پھر آپ نے اپنی شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور اسے لوگوں کی طرف جھکایا کہ اے اللہ تو گواہ رہ، اے اللہ تو گواہ رہ۔

## تبلیغ دین کا حکم:

پس جو یہاں موجود ہیں وہ اس پیغام کو ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں۔

---

## سوال نمبر 4

---

# اِسلامی تہذیب

### تہذیب کے لغوی معانی اور مفہوم

تہذیب عربی زبان کا لفظ ہے۔ عربی کی مشہور ڈکشنری "لسان العرب" میں تہذیب کے لغوی معانی کانٹ چھانٹ کرنا، سنوارنا، درستگی اور اصلاح کرنا ترتیب دینا، ترتیب کے ذریعے جاذب نظر بنانا، خالص اور پاکیزہ کرنا اور کاشتکاری کرنے کے ہیں۔ اس کا مادہ "ھذب" ہے ھَذَبٌ عربی میں تہذیب کے لیے بولا جاتا ہے۔

عَمَرُ الْاَشْغَالِ تَهْذِیْبُ الْاَطْفَالِ۔

یہی مراد ہے کہ بچوں کی اصلاح کرنا ان کو مہذب بنانا یہ ایک بہترین شغل ہے تہذیب کے ان تمام معانی میں نفاست اور اصلاح کا مفہوم مشترک ہے۔

تہذیب کے اصطلاحی معانی ومفہوم

تہذیب کے اصطلاحی معانی کسی قوم کے بنیادی عقائد ونظریات ہیں جو انسانی افعال واعمال کا محرک بنتے ہیں۔ تہذیب کا لفظ اصطلاح میں ہر چیز کی درستگی اور اصلاح کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ گویا کہ تہذیب کا تعلق فکر، سوچ، عقیدے اور نظریات سے ہوتا ہے۔

## اسلامی تہذیب کے عوامل

(پیپر 2013ء سوال نمبر 4)

## یا

# مغربی واِسلامی تہذیب کا موازنہ

(پیپر 2013ء سوال نمبر 4)

## سوال نمبر 5

۱) مواخات بھائی چارے کو کہتے ہیں۔

۲) کائنات کی ہر چیز اللہ کی پاکیزگی بیان کرتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے، اللہ ہی ان سب کا خالق ہے، اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو زبان عطا کی ہے، اپنے اپنے انداز میں ہر مخلوق اللہ کی تسبیح خواں ہے، جسے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

۳) جس کا اخلاق سب سے بہتر ہے جو دوسروں کے لئے وہی چیز پسند کرتا ہے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

۴) سچا مسلمان اپنے ظاہر اور باطن کے لحاظ سے منافق سے مختلف ہوتا ہے، جس کا ہر عمل اُس پر گواہی دے رہا ہوتا ہے۔

۵) میثاقِ مدینہ سے مراد وہ معاہدہ ہے جو نبی ﷺ نے مدینہ میں آباد یہودیوں اور دیگر قبائل کے ساتھ کیا اس کو میثاقِ مدینہ کہتے ہیں۔

۶) توبہ کا مطلب ہوتا ہے۔ سر تسلیم خم کر دینا، جھک جانا، عاجزی وانکساری کے ساتھ اپنے کئے ہوئے گناہوں پر شرمندہ ہو کر اللہ کے حضور معافی کی التجا کرنا، توبہ ہے۔

۷) کلمہ شہادتین، نماز، زکوٰۃ، حج، روزہ۔

۸) غیبت سے مراد یہ ہے کہ کسی کی پیٹھ پیچھے برائی بیان کرنا، اگر وہ اُس شخص میں موجود نہیں تو وہ بہتان ہو جاتا ہے۔

anned with